سوال

(8) یتیمہ لڑکی کے نکاح پر چچا کا ولی بننا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندی ایک لڑکی ہے جس کی عمر تخمیناً تیرہ برس کی ہوگی۔ اس کے باپ ماں انتقال کرگئے اس کے دادا بھی نہیں ہیں اب اس لڑکی یتیمہ کا نکاح اس کی اجازت سے اس کے چچا نے اپنے دوسرے بھائی کے لڑکے کے ساتھ کردیا اوراس کے دوسرے چچا اور گھر کے سب لوگ راضی تھے صرف اس لڑکی کے نانا راضی نہیں ہیں پس یہ نکاح موافق شریعہ محمدیہ کے درست اورجائز ہوایا نہیں؟ مدلل تحریر فرمادیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سبحنک لاعلم لنا الاما علمتنا انک انت العلیم الحکیم بصورت صدق سوال اس ہندہ یتیمہ کا اس عمر میں فی الحقیقت بالغہ کا ہونا تصور کیا جاسکتا ہے اوراگرفی الحقیقت بالغہ نہیں ہے تو بھی شرعاحکم بالغہ اس پر صادق آتا ہے اوراس کی اجازت سے اس کے چچا ولی اقرب نے جو شادی کردی یہ شادی موافق شریعت محمدیہ علی صاح بہا الصلوة والتحیة کے درست معلوم ہوتی ہے۔ قال احمد واسحاق اذا بلغت الیتیمة تسع سنن فزوجت فرضعت فالنکاح جائز ولاخیار لہ اذا ادرکت۔(ای بلغت از مؤلف) واحتجا بحدیث عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی بہا وہی بنت تسع سنین وقد قالت عائشة اذا بلغت الجاریة تسع سنین فہی امراة ہکذافی عون المعبود شرح سنن ابی داود لشیخنا العلامة الفہامة ابی الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادي دام فیضہ

اس عبارت بالاسے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر یتیمہ نابالغہ کا نکاح اس کے عدم رضا سے کردیا جائے بعدازاں وہ یتیمیہ راضی ہوجائے تووہ بھی نکاح جائز ہے چہ جائیکہ اس سوال میں اس ہندو یتیمہ کی رضامندی اوراجازت قبل عقد نکاح کے ثابت ہے پائی جاتی ہے اورولی مذکور کے ماسوادیگر اولیا کا موجود ہونا اوراس پر راضی رہنا یہ بات بھی ثابت ہے۔ اورحکم بالغہ کا س ہندہ پر جاری ہے۔ اوراغلب گمان یہ کہ حقیقت میں یہ ہندہ بالغہ ہے، پس باوجود ان وجوہات کے یہ نکاح کیوں کر درست نہ ہو، باقی رہی یہ بات کہ اس لڑکی کے نانا اورنانی راضی نہیں ہیں توان کے عدم رضا سے یہ نکاح نادرست نہیں ہوسکتا ہے۔ اولا جمہور علاماء کے نزدیک ذوی الارحام ولی نہیں ہے۔ اورنانا ذوی الارحام میں شامل ہے اورنانی اگرچہ زوی الارحام میں شامل نہیں ہے تاہم یہ عصبہ (یعنی ولی بھی نہیں ہے از مؤلف) بھی نہیں ہے۔ چنانچہ بلوغ المرام میں ہے: عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لاتزوج المرآة المراة ولاتزوج المراة نفسہا رواہ ابن ماجہ والدار قطنی ورجالہ ثقات۔ اوراس کی شرح سبل السلام میں ہے۔ فیہ دلیل علی ان امراة لیس لہا ولایة فی لانکاح لنفسہا ولالغیرہاّ پس ان وجھوں سے ان دونوں کے عدم رضا کا اثر اس نکاح پر نہیں پڑسکتا ہے۔ اور جن علماء کے نزدیک عصبات کے ماسوا ذوی الفرائض وذوی الارحام بھی ولی ہوسکتے ہیں توان کے نزدیک بھی عصبات مقدم ہیں ذوی الارحام وغیرہ پر اورنانی توکسی حال میں ولی نہیں ہوسکتی ہے۔ کمامر الآن قال علی القاري الحنفي: الولی ہو العصبة علی ترتیبہم بشرط حریة وتکلیف ثم الام ثم ذوالرحم الاقرب ثم مولی الموالات ثم القاضی ہکذافی عون المعبودّ

اس قول میں لفظ "ثم الام" کا اس سے ماں کا ولی ہونا بعد عصبات کے ثابت ہوتا ہے لیکن مسئول عنہما میں ماں کا عدم ہوناثابت ہے ۔ اس کے ماسوا اگر ماں زندہ بھی ہوتی ہے تو بھی ولی نہیں ہو سکتی تھی حدیث شریف کی رو سے : اذ آجاء نہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطل نہر معقل۔ خلاصہ ان سب عبارتوں کا یہ ہے کہ اس ہندہ کے چچا نے ہندہ کی جو شادی موافق شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے درست ہوئی اور نانانانی کے غیر رضا سے یہ شادی نہیں ہو سکتی ہے ۔ ہذا عندي وفوق کل ذي علم علیم۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ العبد المستکین محمد عین الدین غفرلہ اللہ المتین الی یوم الدین متیابرجی الکلکتاوي۔ من المدرستہ الاسلامیہ الواقعہ فی جہال گنج من مضافات بگوڑا ۔ مورخہ 24 جمادی الاخری 1326ھ

نکاح مذکور موافق شریعت محمدیہ جائزودرست ہے واللہ اعلم

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی]

ص113

محدث فتویٰ